۷۸٦ فہرس ۹۲

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

باحیا نوجوان[1]

اگر آپ حیا کی بَرَکتیں لوٹنا چاہتے ہیں تو یہ رسالہ اوّل تا آخر پورا پڑھ لیجئے۔

شَفاعت کی بِشارت

حضرتِ سَیِّدُ نا ابو دَرْ داء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے کہ **میٹھے میٹھے** مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو شَخص صُبح وشام مجھ پر **دس دس بار** دُرُود شریف پڑھے گا بروزِ قِیامت میری شَفاعت اُسے پَہُنچ کر رہے گی۔''

(اَلتَّرْغِیب وَالتَّرْھِیب ج۱ ص۲۶۱ حدیث ۲۹ دارالکتب العلمیة بیروت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

بَصرہ میں ایک بُزُرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''**مِسکی**'' کے نام سے **مشہور** تھے۔

---

[1] یہ بیان امیر اھلسنت (دامت برکاتہم العالیہ) نے تبلیغ قران وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک، دعوت اسلامی کے تین روزہ سنتوں بھرے اجتماع (یکم محرم الحرام ۱۴۲۵ھ بابُ المدینہ کراچی) میں فرمایا۔ ضروری ترمیم کے ساتھ تحریراً حاضر خدمت ہے۔

''مُشک'' کو عَرَبی میں ''مِسک'' کہتے ہیں۔لہٰذا مِسکی کے معنیٰ ہوئے ''مُشکبار'' یعنی مُشک کی خوشبُو میں بَسا ہوا۔ وہ بُزُرگ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ہر وَقت مُشکبار و خوشبودار رہا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جس راستے سے گُزر جاتے وہ راستہ بھی مَہَک اُٹھتا! جب داخِلِ مسجِد ہوتے تو اُن کی خوشبُو سے لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ حضرتِ مِسکی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ تشریف لے آئے ہیں۔ کسی نے عرض کی، حُضُور! آپ کو خوشبو پر کثیر رقم خرچ کرنی پڑتی ہوگی؟ فرمایا: ''میں نے کبھی خوشبو خریدی، نہ لگائی۔ میرا واقِعہ بڑا عجیب وغریب ہے:

میں بغدادِ مُعَلّٰی کے ایک خوشحال گھرانے میں پیدا ہوا۔ جس طرح اُمَراء اپنی اولاد کو تعلیم دِلواتے ہیں میری بھی اسی طرح تعلیم ہوئی۔ میں بَہُت خوبصورت اور **باحیا** تھا۔ میرے والِد صاحِب سے کسی نے کہا: ''اسے بازار میں بٹھاؤ تاکہ یہ لوگوں سے گُھل مِل جائے اور اس کی **حیا** کچھ کم ہو۔'' چُنانچِہ مجھے ایک بَزّاز (یعنی کپڑا بیچنے والے) کی دکان پر بٹھا دیا گیا۔ ایک روز ایک بُڑھیا نے

کچھ قیمتی کپڑے نکلوائے، پھر بَـزّاز (یعنی کپڑے والے) سے کہا: ''میرے ساتھ کِسی کو بھیج دو تاکہ جو پسند ہوں انہیں لینے کے بعد قیمت اور بقیّہ کپڑے واپَس لائے۔'' بَـزّاز (بَزْ۔زَاز) نے مجھے اس کے ساتھ بھیج دیا۔ بُڑھیا مجھے ایک عظیمُ الشّان مَحَل میں لے گئی اور آراستہ کمرے میں بھیج دیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک زیوارت سے آراستہ خوش لباس جوان لڑکی تَخت پر بچھے ہوئے مُـنَقَّش (مُ۔نَق۔قَش) قالین پر بیٹھی ہے، تخت وفرش سب کے سب زَرّیں ہیں اور اس قَدَر نفیس کہ ایسے میں نے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی اُس لڑکی پر شیطان غالِب آیا اور وہ ایک دم میری طرف لپکی اور چھیڑ خانی کرتے ہوئے ''منہ کالا'' کروانے کے دَرپَے ہوئی۔ میں نے گھبرا کر کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈر!'' مگر اُس پر شیطان پوری طرح مُسَلَّط تھا۔ جب میں نے اُس کی ضِد دیکھی تو گناہ سے بچنے کی ایک تجویز سوچ لی اور اُس سے کہا: مجھے اِستِنجاء خانے جانا ہے۔ اُس نے آواز دی تو چاروں طرف سے لَونڈیاں آ گئیں، اُس نے کہا: ''اپنے آقا کو بیتُ الْخَلاء میں

لے جاؤ۔'' میں جب وہاں گیا تو بھاگنے کی کوئی راہ نظر نہیں آئی، مجھے اس عورت کے ساتھ ''منہ کالا'' کرتے ہوئے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے حَیا آرہی تھی اور مجھ پر عذابِ جہنَّم کے خوف کا غَلَبہ تھا۔ چُنانچِہ ایک ہی راستہ نظر آیا اور وہ یہ کہ میں نے اِستِنجا خانے کی نَجاست سے اپنے ہاتھ منہ وغیرہ سان لئے اور خوب آنکھیں نکال کر اُس کنیز کو ڈرایا جو باہَر رومال اور پانی لئے کھڑی تھی، میں جب دیوانوں کی طرح چیختا ہوا اس کی طرف لپکا تو وہ ڈر کر بھاگی اور اس نے پاگل، پاگل کا شور مچا دیا۔ سب لونڈیاں اکٹّھی ہوگئیں اور انہوں نے ملکر مجھے ایک ٹاٹ میں لپیٹا اور اٹھا کر ایک باغ میں ڈال دیا۔ میں نے جب یقین کرلیا کہ سب جا چکی ہیں تو اٹھ کر اپنے کپڑے اور بدن کو دھو کر پاک کرلیا اور اپنے گھر چلا گیا مگر کسی کو یہ بات نہیں بتائی۔ اُسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے: ''تم کو حضرت سیِّدُنا یوسُف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا ہی خوب مُناسَبَت ہے'' اور کہتا ہے کہ کیا تم مجھے جانتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں۔ تو اُنہوں نے کہا: میں جِبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہوں۔اس کے بعد اُنہوں نے میرے منہ اور جِسم پر اپنا ہاتھ پَھیر دیا۔اُسی وَقت سے میرے جِسم سے مُشک کی بہترین خوشبو آنے لگی۔ یہ حضرت سیِّدُنا جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک کی خوشبو ہے۔

(رَوْضُ الرَّیاحِین ص۳۳٤ دار الکتب العلمیة بیروت)

حیاء کسے کہتے ہیں؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے دیکھا! **باحیا نوجوان**، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی خَشِیَّت (خَ۔شِیْ۔یَت) اور گناہوں سے نفرت کی بَرَکت سے معصیت سے اپنی حفاظت میں کامیاب ہوگیا۔ معلوم ہوا کہ گناہوں سے بچنے میں **حیاء** بُہت ہی مُؤَثِّر ہے۔حیاء کے معنیٰ ہیں ''عیب لگائے جانے کے خوف سے جَھینپنا۔'' اس سے مُراد ''وہ وَصف ہے جو ان چیزوں سے روک دے جو **اللّٰہ** تعالیٰ اور مخلوق کے نزدیک ناپسندیدہ ہوں۔'' لوگوں سے شرما کر کسی ایسے کام سے رُک جانا جو ان کے نزدیک اچھا نہ ہو ''مخلوق سے حیاء'' کہلاتا ہے۔ یہ بھی اچھی بات ہے کہ عام

لوگوں سے حیاء کرنا دنیاوی برائیوں سے بچائے گا اور عُلَماء وَصُلَحاء سے حیا کرنا دینی بُرائیوں سے باز رکھے گا۔ مگر حَیاء کے اچھّا ہونے کے لئے ضَروری ہے کہ مخلوق سے شرمانے میں خالق عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی نہ ہوتی ہو اور نہ کسی کے حُقُوق کی ادائیگی میں وہ حیا رُکاوٹ بن رہی ہو۔ ''**اللّٰہ** تعالیٰ سے **حیاء**'' یہ ہے کہ اُس کی ہَیبت وجلال اور اس کا خوف دل میں بٹھائے اور ہر اُس کام سے بچے جس سے اُس کی ناراضی کا اندیشہ ہو۔ حضرتِ سیِّدُنا شہابُ الدّین سُہر وردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے عظمت وجلال کی تعظیم کے لئے روح کو جُھکانا **حیاء** ہے۔'' اور اِسی قَبِیل (قِسم) سے حضرتِ سیِّدُنا اِسرافیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی **حیاء** ہے جیسا کہ وارِد ہوا کہ وہ **اللّٰہ** تعالیٰ سے حیا کی وجہ سے اپنے پَروں سے خود کو چُھپائے ہوئے ہیں۔ (مِرقَاۃُ المَفَاتِیح ج۸ ص۸۰۲ ،تحت الحدیث ۵۰۷۱ دارُالفِکر بیروت)

سب سے بڑا باحیاء اُمّتی

حضرتِ سیِّدُنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی **حیاء** بھی اِسی قسم سے ہے،

جیسا کہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا فرمان ہے: ''میں بند کمرے میں غُسل کرتا ہوں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے حیاء کی وجہ سے سِمَٹ جاتا ہوں۔(اَیضاً) ''ابنِ عسا کِر'' نے حضرت سیِّدُنا ابوہُریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے رِوایت کیا کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: ''حیا ایمان سے ہے اور عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ میری اُمّت میں سب سے بڑھ کر حیا کرنے والے ہیں۔''

(اَلْجامِعُ الصَّغِیر لِلسُّیُوطِی ص ۲۳۵ حدیث ۳۸۶۹ دار الکتب العلمیة بیروت)

یا الٰہی! دے ہمیں بھی دولتِ شرم و حیا
حضرتِ عثماں غنیِ با حیا کے واسِطے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

حیاء کی 2 قِسمیں: فَقیہ ابواللَّیث سَمَرقَندی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: حیاء کی دو قسمیں ہیں: ﴿1﴾ لوگوں کے مُعامَلہ میں حیاء ﴿2﴾ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مُعامَلہ میں حیاء۔ لوگوں کے مُعامَلے میں حیاء کرنے کا مطلب یہ ہے کہ تُو اپنی

نَظَر کو حرام کردہ اشیاء سے بچا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مُعامَلے میں حیاء کرنے سے مُراد یہ ہے کہ تو اُس کی نعمت کو پہچان اور اُس کی نافرمانی کرنے سے حیاء کر۔

(تنبِیہُ الغَافِلِین ص۲۵۸ پشاور)

فِطری اور شَرعی حیاء

فِطری و شَرعی (شَر۔عی) اعتِبار سے بھی حَیاء کی تقسیم کی گئی ہے۔ **فِطری حیاء** وہ ہے جسے **اللہ** تعالیٰ نے ہر جان میں پیدا فرمایا ہے اور یہ پیدائشی طور پر ہر شخص میں ہوتی ہے اور **شَرعی حیاء** یہ ہے کہ بندہ **اللہ** تعالیٰ کی نعمتوں اور اپنی کوتاہیوں پر غور کر کے نادِم و شرمندہ ہو اور اِس شرمندگی اور **اللہ** تعالیٰ کے خوف کی بِناء پر آئندہ گناہوں سے بچنے اور نیکیاں کرنے کی کوشش کرے۔ عُلَماء (عُ۔لَ۔ماء) فرماتے ہیں کہ ''حیاء ایک ایسا خُلق ہے جو بُرے کام چھوڑنے پر اُبھارے اور حق دار کے حق میں کمی کرنے سے روکے۔''

(مِرقَاۃُ المَفَاتِیح ج۸ ص۸۰۰، تحت الحدیث ۵۰۷۰)

حیاء میں تمام اسلامی اَحکام پوشیدہ ہیں

حیاء کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ایک ایسا خُلق ہے جس پر اسلام کا مَدار ہے اور اس کی تَوجِیہ (یعنی وجہ) یہ ہے کہ انسان کے اَفعال دو طرح کے ہیں (۱) جن سے حیا کرتا ہے (۲) جن سے حیا نہیں کرتا۔ پہلی قسم حرام و مکروہ کو شامل ہے اور ان کا ترک مَشرُوع (یعنی موافِقِ شَرع) ہے۔ دوسری قسم واجِب، مُستحب اور مُباح کو شامل ہے، ان میں سے پہلے دو کا کرنا مَشرُوع اور تیسرے کا کرنا جائز ہے۔ یوں یہ حدیثِ مُبارَکہ ''جب تو حیا نہ کرے تو جو چاہے کر۔'' ان پانچوں اَحکام کو شامل ہے۔ (مِرْقَاۃُ الْمَفَاتِیح ج۸ ص۸۰۲، تَحتَ الْحَدِیث ۵۰۷۱)

حیاء کے اَحکام

حیاء کبھی فرض و واجِب ہوتی ہے جیسے کسی حرام و ناجائز کام سے حَیاء کرنا کبھی مُستَحَب جیسے مکروہِ تنزیہی سے بچنے میں حیاء، اور کبھی مُباح (یعنی کرنا نہ کرنا یکساں) جیسے کسی مُباحِ شَرعی کے کرنے سے حیاء۔ (نزھۃ القاری ج۱ ص۳۳٤)

حیاء کا ماحول سے تعلّق

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حیاء کی نَشو وَنُما میں ماحول اورتربیّت کا بَہُت عمل دَخْل ہے۔حیادار ماحول مُیَسَّر آنے کی صورت میں حیاء کوخوب نِکھار ملتا ہے جبکہ بے حیاء لوگوں کی صحبت قلب و نگاہ کی پاکیزگی سَلْب کر کے بے شرم (بے۔شَرْ۔م) کردیتی ہے اور بندہ بے شمار غیر اَخلاقی اور ناجائز کاموں میں مُبتَلا ہوجاتا ہے اس لئے کہ **حیاء** ہی تو تھی جو برائیوں اور گناھوں سے روکتی تھی۔ جب **حیاء** ہی نہ رہی تو اب بُرائی سے کون روکے؟ بَہُت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو بدنامی کے خوف سے شرما کر بُرائیاں نہیں کرتے مگر جنہیں نیک نامی و بدنامی کی پرواہ نہیں ہوتی ایسے بے حیالوگ ہر گناہ کرگزرتے ،اَخلاقیات کی حُدُود توڑکر بداَخلاقی کے میدان میں اُتر آتے اور انسانیّت سے گِرے ہوئے کام

کرنے میں بھی تنگ و عار محسوس نہیں کرتے۔

خُلقِ اسلام

اسلام میں **حیاء** کو بہُت **اَھَـمِّیَّـت** (اَھَم۔مِی۔یَت) دی گئی ہے۔ چُنانچِہ حدیث شریف میں ہے: ''بے شک ہر دین کا ایک خُلق ہے اور اسلام کا خُلق حیاء ہے۔'' (سُنَن ابن ماجه ج٤ ص٤٦٠ حديث ٤١٨١ دارُالمَعْرِفة بيروت) **یعنی** ہر اُمَّت کی کوئی نہ کوئی خاص خَصلت ہوتی ہے جو دیگر خصلتوں پر غالِب ہوتی ہے اور اسلام کی وہ خصلت **حیاء** ہے۔ اسلئے کہ حیاء ایک ایسا خُلق ہے جو اَخلاقی اچھّائیوں کی تکمیل، ایمان کی مضبوطی کا باعِث اور اسکی علامات میں سے ہے۔ چُنانچِہ

ایمان کی عَلامت

حضرتِ سیِّدُنا ابو ہُریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مَروی ہے کہ رسولُ اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: ''**ایمان کے** ستّر سے زائد شُعْبے (عَلامات)

ہیں اور حیاء ایمان کا ایک شُعبہ ہے۔‘‘

(صحِیح مُسلِم ص۳۹ حدیث ۳۵ دار ابن حزم بیروت)

حیاء ایمان سے ھے

ایک اور حدیث شریف میں ہے: ’’**حیاء ایمان سے ہے۔**‘‘ (مُسنَدُ ابی یعلیٰ ج۶ ص۲۹۱ حدیث ۷۴۶۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت) یعنی جس طرح ایمان، مومِن کو کُفر کے اِرتِکاب سے روکتا ہے اِسی طرح **حیاء** باحیا کو نافرمانیوں سے بچاتی ہے۔ یوں مَجازاً اسے ’’ایمان سے‘‘ فرمایا گیا۔ جس کی مزید وضاحت وتائید حضرتِ سیِّدُنا ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اِس روایت سے ہوتی ہے: ’’بے شک حیاء اور ایمان دونوں آپس میں ملے ہوئے ہیں تو جب ایک اُٹھ جائے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے۔‘‘

(اَلْمُستَدرَك لِلْحاکِم ج۱ ص۱۷۶ حدیث ۶۶ دار المعرفۃ بیروت)

کثرتِ حیاء سے مَنع مت کرو

حضرتِ سیِّدُنا ابنِ عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم نے ایک انصاری کو ملاحَظہ فرمایا: جو اپنے بھائی کو شَرم وحیاء کے مُتَعَلِّق نصیحت کر رہے تھے (یعنی کثرتِ حَیاء سے مَنْع کر رہے تھے) تو فرمایا: ''اسے چھوڑ دو، بے شک حَیاء ایمان سے ہے۔''

(سُنَنُ اَبِی دَاوٗد ج٤ ص٣٣١ حدیث ٤٧٩٥ دار احیاء التراث العربی بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا حیاء جتنی زیادہ ہو اُتنی ہی اچّھی ہے ۔ جو حیا کمزوری اور احساسِ کمتری کی وجہ سے نہ ہو بلکہ خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ کے سبب ہو اس میں یقیناً بھلائی ہی بھلائی ہے چُنانچہ

حیاء خیر ہی خیر ہے

حضرتِ سیِّدُنا عمران بن حُصَین رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے

مَحبوب، دانائے غُیُوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عَزَّوَجَلَّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: ''حیاء صرف خیر (یعنی بھلائی) ہی لاتی ہے۔'' (صحیح مُسلِم ص ٤٠ حدیث ٣٧)

وَسوَسہ: یہاں یہ وَسوَسہ آ سکتا ہے کہ بعض اوقات **حیاء** انسان کو حق بات کہنے، شرعی حُکم دریافت کرنے، نیکی کی دعوت دینے، اور انفِرادی کوشِش کرنے، وغیرہ مَدَنی کاموں سے روک کر اُسے بھلائی سے محروم کر دیتی ہے تو پھر یہ صرف بھلائی تو نہ لائی!

علاجِ وَسوَسہ۔ جواب یہ ہے کہ حدیثِ پاک میں حیاء کے شرعی معنٰی (جو اِسی رسالے کے صَفحَہ 7 پر گزرے) مراد ہیں اور حیاءِ شَرعی کبھی بھی نیکیوں سے نہ روکے گی بلکہ ان پر مزید اُبھارے گی۔ ابو داؤد شریف میں ہے: ''حیاء سب کی سب خیر (یعنی بھلائی) ہے۔'' (سُنَنُ اَبِی دَاوٗد ج٤ ص٣٣١ حدیث ٤٧٩٦)

دُولہا لڑکیوں کے جُھرمٹ میں

افسوس! صد کروڑ افسوس! جوان لڑکی اب چادر اور چار دیواری سے

نکل کر مخلوط تعلیم کی نُحُوست میں گرفتار، ''بوائے فرینڈ'' کے چکّر میں پھنس گئی، اسے جب تک چادر اور چار دیواری میں رہنے کی سعادت حاصل تھی وہ شرمیلی تھی اور اب بھی جو چادر و چار دیواری میں ہوگی وہ اِن شاءَ اللہ عَزَّوَجَلّ باحیا ہی ہوگی۔ افسوس! حالات بِالکل بدل چکے ہیں، اب تو اکثر کنواری لڑکیاں شادیوں میں خوب ناچتیں اور مہندی و مائیوں کی رَسموں وغیرہ میں بے باکانہ بے حیائی کے مظاہَرے کرتی ہیں، بعض قوموں میں یہ بھی رَواج ہے کہ دولہا نکاح کے بعد رُخصتی سے قبل نامَحرمات کہ جن سے پردہ ضروری ہے اُن جوان لڑکیوں کے جُھرمَٹ میں جاتا ہے اور وہ دولھا کے ساتھ کھینچا تانی و ہنسی مذاق کرتی ہیں یہ سراسر ناجائز وحرام اور جہنَّم میں لے جانے والا کام ہے۔ الغرض آج کی فیشن ایبل و بے پردہ لڑکیاں اَفعال واَقوال ہر لحاظ سے **چادرِ حیاء** کو تار تار کر رہی ہیں۔

غیرت رُخصت ہو گئی

شرعی مسئلہ (مَس۔ءَ۔لَہ) ہے کہ ''اگر نِکاح کا وکیل کنواری لڑکی سے بوقتِ نِکاح اِجازت لے اور وہ (شرما کر) خاموش رہے تو یہ اِذن مانا جائے گا۔(

دُرِّمُختار ج ٤ ص ١٥٥، ١٥٦ دارالمعرفة بیروت) معلوم ہوا کہ پہلے دور کی لڑکیاں ایسا کرتی ہوں گی جبھی تو ہمارے فُقَہائے کِرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السّلام نے یہ مسئلہ تحریر فرمایا۔ مگر اب تو لڑکیاں اپنے مُنہ سے ''شادی شادی'' کہتیں بلکہ نامَحرموں کے سامنے بھی شادی کے تذکِرے کرتے ہوئے نہیں شرماتیں۔ آپ خود ہی بتائیے کہ وہ مُنّا یا مُنّی جو ماں باپ کے پہلو میں بیٹھ کر ٹی.وی اور وی.سی.آر وغیرہ پر فلمیں ڈِرامے، رقص وسَرود (سَ۔رو۔د) کے حیاء سوز مناظِر اور مَردوں اور عورَتوں کے گندے گندے نخرے دیکھیں گے کیا ان میں شرم وحیاء پیدا ہوگی؟ کیا انکے بارے میں یہ اُمّید کی جاسکتی ہے کہ وہ بڑے ہو کر مُعاشَرے کے باحیاء و باکردار افراد بنیں گے!

نازُک شیشیاں

میرے آقا اعلیٰحضرت، ولیٔ نِعمت، اِمامِ اَہلسُنّت، عظیمُ البَرَکت، عظیمُ المَرْتَبَت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین و مِلَّت، حامیٔ سنّت، ماحِیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعَت، پیرِ طریقت،

باعِثِ خَیر و بَرَکت، حضرتِ علّامہ مولیٰنا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ الرَّحۡمٰن فرماتے ہیں: ''لڑکیوں کو سورۂ یوسُف کی تفسیر مت پڑھاؤ بلکہ انہیں سورۂ نور کی تفسیر پڑھاؤ کہ سورۂ یوسف میں ایک نِسوانی (یعنی عورت کے) مَکْر کا ذِکر ہے کہ نازُک شیشیاں ذرا سی ٹھیس سے ٹوٹ جائیں گی۔'' (فتاوٰی رضویہ ج ۲۴، ص ۴۵۵ مُلَخَّصاً)

لڑکی کو پہلے ہی سے سنبھالئے........

سورۂ یوسُف کی تفسیر تک پڑھنے کی جن کو مُمانَعت ہے صد کروڑ افسوس آج کل وہی لڑکیاں رومانی ناول، غیر اخلاقی افسانے اور عِشقیہ و فِسقیہ مضامین خوب پڑھتی ہیں اور بعض تو لکھتی بھی ہونگی، بیہودہ غزلیں اور گانے سنتی اور گاتی ہیں۔ ٹی.وی، وی.سی.آر وغیرہ پر فلمیں ڈِرامے اور نہ جانے کیا کیا دیکھتی ہیں (اور جن کی حیاء بالکل رخصت ہو وہ) ان میں کام بھی کرتی ہیں۔ فلمیں ڈِرامے عِشقیہ مناظِر سے پُر ہوتے ہیں۔ ماں باپ اپنی اولاد کو پہلے سے نہیں سنبھالتے اور پھر

جب کوئی لڑکی اپنی مرضی سے کسی کے ساتھ ’’منسوب‘‘ ہو جاتی ہے تو اب ماں باپ سر پکڑ کر روتے ہیں۔ جو باپ لڑکی کو کالج بھیجتے ہیں، فلمیں ڈرامے دیکھنے سے نہیں روکتے غالِباً ان کی یہ دُنیوی سزا ہوتی ہے، شاید بازی ہاتھ سے نکل چکی اب اُس کی خواہِش میں آپ کا رُکاوٹ ڈالنا خودکُشی یا قتل و غارتگری کی نوبت بھی لاسکتا ہے!

مولٰینا صاحِب! مجرِم کون؟

مجھے مکّۂ مکرَّمہ زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّ تَعظِیْماً میں کسی نے ایک خانماں برباد لڑکی کا خط پڑھنے کو دیا جس میں مضمون کچھ اِس طرح تھا: ہمارے گھر میں T.V پہلے ہی سے موجود تھا۔ ہمارے ابُّو کے ہاتھ میں کچھ پیسے آ گئے تو ڈِش انٹینا بھی اُٹھا لائے۔ اب ہم ملکی فلموں کے علاوہ غیر ملکی فلمیں بھی دیکھنے لگے۔ میری اسکول کی سَہیلی نے مجھے ایک دن کہا: فُلاں ’’چینل‘‘ لگاؤ گی تو سیکس اپیل (SEX APPEAL) مناظِر کے مزے لوٹنے کو ملیں گے۔ ایک بار جب

میں گھر میں اکیلی تھی تو وہ چینل آن کر دیا ''جِنسِیّات'' کے مختلف مناظِر دیکھ کر میں جِنسی خواہِش کے سبب آپے سے باہَر ہوگئی، بے تاب ہو کر فوراً گھر سے باہَر نکلی، اِتّفاق سے ایک کار قریب سے گزر رہی تھی جسے ایک نوجوان چلا رہا تھا، کار میں کوئی اور نہ تھا، میں نے اُس سے لِفٹ مانگی، اُس نے مجھے بٹھالیا..... یہاں تک کہ میں نے اُس کے ساتھ '' کالا منہ'' کرلیا۔ میری بَکارت (یعنی کنوار پن) زائل ہوگئی، میرے ماتھے پر کَلَنک کا ٹیکہ لگ گیا، میں برباد ہوگئی! **مولٰینا صاحِب! بتایئے مجرِم کون؟**'' میں خود یا میرے ابّو کہ جنہوں نے گھر میں پہلے T.V. لاکر بسایا اور پھر ڈِش انٹینا بھی لگایا۔

دل کے پھپھولے جل اُٹھے سینے کے داغ سے
اِس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چَراغ سے

جنّت سے محروم

جو لوگ باوُجُود ِقدرت اپنی عورَتوں اور مَحارِم کو بے پردَگی سے مَنْع نہ

کریں وہ دَیُّوث ہیں، رَحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ثَلَاثَةٌ قَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ الْخَمْرِ وَالْعَاقُّ وَالدَّيُّوثُ الَّذِيْ يُقِرُّ فِيْ اَهْلِهِ الْخَبَثَ. (مُسنَد اِمام اَحمد بن حَنبل ج ۲ ص ۳۵۱ حدیث ۵۳۷۲ دارالفکر بیروت) یعنی تین شخص ہیں جن پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جنّت حرام فرمادی ہے ایک تو وہ شخص جو ہمیشہ شراب پیئے، دوسرا وہ شخص جو اپنے ماں باپ کی نافرمانی کرے، اور تیسرا وہ دیُّوث (یعنی بے حیا) کہ جو اپنے گھر والوں میں بے غیرتی کے کاموں کو برقرار رکھے۔

دیُّوث کسے کہتے ہیں

مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان اس حدیثِ پاک کے الفاظ "وہ دَیُّوث (یعنی بے حیا) کہ جو اپنے گھر والوں میں بے غیرتی کے کاموں کو برقرار رکھے" کے تحت فرماتے ہیں: بعض شارِحین نے فرمایا کہ یہاں خَبَث سے مُراد زِنا اور اسبابِ زنا ہیں یعنی جو اپنی بیوی بچّوں کے زِنا یا بے حیائی، بے پردگی، اجنبی مردوں سے اِختلاط، بازاروں میں زینت سے پھرنا، بے حیائی

کے گانے ناچ وغیرہ دیکھ کر باوُجود قدرت کے نہ روکے وہ بے حیاء دیّوث ہے۔(مراٰۃ ج۵ص۳۳۷ضیاء القرآن پبلی کیشنز مرکز الاولیاء لاہور) **معلوم ہوا کہ** باوُجُودقدرت اپنی زوجہ، ماں، بہنوں اور جوان بیٹیوں وغیرہ کو گلیوں، بازاروں، شاپنگ سینٹروں، مخلوط تفریح گاہوں میں بے پردہ گھومنے پھرنے، اجنبی پڑوسیوں، نامحرم رشتے داروں، غیرمَحرم ملازِموں، چوکیداروں، ڈرائیوروں سے بے تَکلُّفی اور بے پردَگی سے منع (مَنْ۔عْ) نہ کرنے والے سخت اَحمق، بے حیا، دَیُّوث، جنّت سے محروم اور جہنَّم کے حقدار ہیں۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مُجدِّدِ دین و ملّت مولانا شاہ **امام احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: ''دَیُّوث سخت اَخبَث فاسِق (ہے) اور فاسِقِ مُعلِن کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی، اسے امام بنانا حلال نہیں اور اسکے پیچھے نَماز پڑھنی گناہ اور پڑھی تو پھیرنا واجِب۔'' (فتاوٰی رضویہ ج۶ ص۵۸۳)

اگر مرد اپنی حیثیت کے مطابِق مَنْع کرتا ہے اور وہ نہیں مانتیں تو اِس صورت میں اس پر نہ کوئی الزام اور نہ وہ دَیُّوث۔

عورتوں کی اصلاح کا طریقہ

حتَّی الْاِمکان بے پردَگی وغیرہ کے مُعَاملہ میں عورتوں کو روکا جائے، مگر حکمتِ عملی کے ساتھ، کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ اپنی زوجہ یا ماں، بہنوں پر اس طرح کی سختی کر بیٹھیں جس سے گھر کا اَمْن ہی تہ و بالا ہو کر رَہ جائے۔ ضَرورتاً میرے بیان کی کیسٹیں سنایئے جن میں پردہ کا ذِکْر ہے۔ مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ **بہارِ شریعت** حصّہ 16 صَفْحَہ 80 تا 92 سے ''دیکھنے اور چُھونے کا بیان'' پڑھنا پڑھانا یا پڑھ کر سنانا بھی انتہائی مفید ہے۔ ان کیلئے دلسوزی کے ساتھ دعاء بھی فرماتے رہئے۔ خود کو اور اہلِ خانہ کو ہر گناہ سے بچانے کی کُڑھن پیدا کیجئے اور کوشش بھی جاری رکھیں۔

پارہ 28 سورۃُ التَّحرِیم کی چھٹی آیت کریمہ میں ارشاد خداوندی ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ (پ۲۸ سورۃُ التَّحرِیم ٦)

ترجَمۂ کنزالایمان: ''اے ایمان والو اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے

بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتّھر ہیں۔'' رَحمتِ عالَم ،نورِ مُجَسَّم شاہِ بَنی آدم صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم کا فرمانِ مُعظّم ہے:'' کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّ کُلُّکُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ '' (صحیحُ البُخارِی ج۱ ص۳۰۹ حدیث ۸۹۳ دار الکتب العلمیة بیروت) یعنی ''تم سب اپنے مُتَعَلِّقین کے سردار وحاکم ہو اور حاکم سے روزِ قِیامت اسکی رَعِیَّت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔'' اس حدیثِ پاک کے تحت شارِحِ بخاری حضرت علّامہ مولیٰنا مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ القوی فرماتے ہیں: مراد یہ ہے کہ جو کسی کی نگہبانی میں ہو۔ اس طرح عوام سلطان اور حاکم کے، اولاد ماں باپ کے، تلامذہ اساتذہ کے، مریدین پیر کے رعایا ہوئے۔ یونہی جو مال زوجہ یا اولاد یا نوکر کی سپردگی میں ہو۔ اس کی نگہداشت ان پر واجب ہے۔ یہ یاد رہے ''نگہبانی میں یہ بھی داخل ہے کہ رعایا گناہ میں مبتلا نہ ہو۔'' (نزھۃ القاری ج۲ ص۵۳۰)

شادی میں ناچ رنگ

سمجھ میں نہیں آتا کہ اس بگڑے ہوئے مُعاشَرے کا رُخ اللہ اور اسکے

محبوب عَزَّوَجَلَّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کی اطاعت کی طرف کیسے پھیرا جائے اور اسکو جہنّم کی طرف دوڑے چلے جانے سے روک کر کس طرح جنّت کی سَمت لے جایا جائے! آہ! آہ! آہ! ایسا دَور آچکا ہے گویا ہر کوئی ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر مَعاذَ اللہ جہنّم میں گرنا چاہتا ہے، جیسا کہ شادیوں میں دیکھا جاتا ہے کہ کسی کے پاس اگر رقم کم ہے تو صِرف فلمی گانوں کی ریکارڈنگ پر گُزارا کرتا ہے، اور جس کے پاس رقم کچھ زیادہ ہے تو وہ شادی کی بے حیائی سے بھرپور تقاریب کی مُووی بھی بنواتا ہے اور اس سے بھی زیادہ رقم والا فنکشن **(Function)** کا بھی اہتمام کرتا ہے جس میں مرد وعورت مُوسیقی کی دُھنوں اور ڈھولک کے شور میں بے ڈھنگے پن سے ناچتے، گاتے ہیں تماشائی خوب اُودھم مچاتے، بیہودہ فِقرے کَستے، مزید اس پر ہنستے، قہقہے لگاتے اور زور زور سے تالیاں اور سیٹیاں بجاتے ہیں۔ اس قسم کی حرکتوں سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ گویا شرم و حیاء کا عُنصُر بالکل خَتم ہو چکا، نجی مُعامَلات ہوں یا اجتِماعی تقریبات، مَحَلّہ ہو یا بازار ہر جگہ شرم وحیاء کا قتلِ عام اور بے حیائی کی دھوم دھام

ہے، جس کو دیکھو بڑھ چڑھ کر بے حیائی کا شیدائی نظر آ رہا ہے۔

گھریلو بے حیائیاں

ذرا غور فرمایئے! اگر آپ کے گھر کے باہَری دروازے پر کوئی جوان لڑکی اور لڑکا آپس میں ناشائستہ حَرَکتیں کر رہے ہوں تو شاید آپ شور مچادیں کہ یہ کیا بے حیائی کر رہے ہو بلکہ انہیں مارنے کو دَوڑ پڑیں! اس میں کوئی شک نہیں کہ یہاں آپ کا غصّہ حیاء کی وجہ سے ہے۔ لیکن جب آپ نے گھر میں ٹی وی **آن** کیا جس میں ایک رقّاص اور رقاصہ **(Dancers)** ناچ رہے ہیں، ایک دوسرے کو اشارے کر رہے ہیں، چُھو رہے ہیں، تب آپ کی حیا کہاں سو جاتی ہے؟ خدا عزوجل کے لئے سوچئے! کیا یہ بے حیائی کا منظر نہیں ہے؟ یہ آپ کی کیسی الٹی منطِق (مَنْ ۔ طِقْ) ہے گھر کے باہَر ہو رہا تھا تو آپ نے اسے بے حیائی قرار دیکر احتجاج کیا اور یقیناً وُہی کام گھر کے اندر آپ کی بہو بیٹیوں کی موجودگی میں **T.V.** کے پردۂ سکرین پر ہو رہا ہے تو گویا بے حیائی نہ رہا! توبہ! توبہ! آپ کے

سامنے لڑکا اور لڑکی ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ناچ رہے ہیں اور آپ ہیں کہ آنکھیں پھاڑ کر مزے سے دیکھے جارہے ہیں! اور اسکی داد دے رہے ہیں! آخر اس طرح خدا عزوجل کے قہر و غضب کو کب تک اُبھارتے رہیں گے؟

کر لے توبہ رب کی رَحمت ہے بڑی
قبر میں ورنہ سزا ہوگی کڑی

ذرائعِ ابلاغ

افسوس! ذرائعِ ابلاغ (میڈیا) مَثَلاً ریڈیو، ٹی.وی کے مختلف چینلز اور مُتعدِّد رَسائل اور اَخبارات بے حیائی کو فرُوغ (فَ۔ رُوْ۔ غ) دینے میں مصروف ہیں۔ جس کی بِناء پر ہمارا مُعاشَرہ تیزی سے **فَحّاشی**، عُریانی و بے حیائی کی آگ کی لپیٹ میں آتا جارہا ہے جس کے سبب خاص کر نئی نسل اَخلاقی بے راہ روی و شدید بدعملی کا شکار ہوتی جارہی ہے۔ فلمیں ڈِرامے، گانے باجے، بیہودہ فنکشنز رَواج پا رہے ہیں۔ اکثر گھر سینما گھر اور اکثر مجالس نقّار خانے کا سماں پیش کررہی ہیں اور

بات صِرف یہیں تک مَحدود نہیں رہی بلکہ اب تو ایمان کے بھی لالے پڑے ہیں کہ شیطان کے اِیماء پر کُفّارِ بداطوار نے گانوں میں کُفرِیّہ کلمات کے ایسے ایسے زَہر گھول دیئے ہیں جنہیں دلچسپی سے سننا اور گُنگنانا کُفر ہے۔

کُفرِیّہ گانوں کی معلومات اور ان سے توبہ وتجدیدِ ایمان کا طریقہ جاننے کے لئے میرے سنّتوں بھرے بیان بنام ''گانوں کے 35 کُفریہ اشعار'' کا کیسِٹ ''مکتبۃ المدینۃ'' سے حاصل کر کے سَماعت فرمایئے یہ بیان رسالہ کی صورت میں بھی آ چکا ہے صرف چار روپیہ ھدِیّہ دیکر مکتبۃ المدینہ سے حاصل کر کے اسکا مُطالعہ فرمایئے۔ بلکہ زیادہ تعداد میں حاصل کر کے تقسیم کر کے ثواب کمایئے۔

رسولوں عَلَیہِمُ السَّلام کی چار سُنَّتیں

نبیوں کے سرور، رسولوں کے افسر، شَفیعِ روزِ محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: ''چار چیزیں رسولوں عَلَیہِمُ السّلام کی سنّتوں میں سے ہیں: ﴿1﴾

عِطر لگانا (2) نِکاح کرنا (3) مسواک کرنا اور (4) حَیاء کرنا۔''

(مُسنَد اِمام اَحمَد ج۹ ص ۱۴۷، ۱۴۸ حدیث ۲۳۶۴۱)

بے حیاء نیک نہیں کہلا سکتا!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یقیناً ہر **رسول**، ہر **نبی** اور ہر **ولی** باحیاء (ہی) ہوتا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مقبول بندے کے بارے میں بے حیائی کا تصوُّر بھی نہیں کیا جا سکتا اور جو بے حیاء ہے وہ **''نیک بندہ'' کہلانے کا حقدار نہیں**۔ چچا، تایا، خالہ، ماموں اور پھوپھی کی لڑکیوں، چچی، تائی، مُمانی، اپنی بھابھی، نامحرم پڑوسنوں اور دیگر نامحرم عورتوں کو جو قصداً دیکھے، ان سے بے تکلُّف بنے، فِلمیں ڈِرامے دیکھے، گانے باجے سنے، فُحش کلامی یا گالم گلوچ کرے وہ **بے حیاء** ہی نہیں، بے حیاء لوگوں کا بھی سردار ہے۔ اگرچِہ وہ حافِظ، قاری، **قائمُ اللَّیل و صائم الدَّھر** یعنی رات بھر عبادت کرنے والا اور سارا سال روزہ رکھنے والا ہو۔ اس کے اعمال

اپنی جگہ پر مگر ان کے ساتھ بے حیائی کے کاموں کے اِرتِکاب نے اسکی صِفَتِ حَیاء اور نیک ہونے کی خَصلَت کو سَلب کرلیا۔ اور آجکل اس کے نظّارے بھی عام ہیں۔ اچھّے خاصے مذہبی حُلیے میں نظر آنے والے بے شمار افراد اس مرض میں مبتلا ہیں۔ یعنی چہرے پر داڑھی، سر پر زُلفیں اور عمامہ شریف، سنّت کے مطابق لباس بلکہ بعض تو اچھّے خاصے دین کے مبلّغ ہونے کے باوُجُود، حیاء کے مُعاملے میں سراسر محروم ہوتے ہیں۔ دَیور و بھابھی کے پردے کے مُعاملے میں قَطْعاً لا پرواہی بَرَت کر جہنّم کے حقدار ٹھہرتے ہیں ایسے ''نیک نُما'' افراد کو کوئی درد بھرا دل رکھنے والا سمجھائے بھی تو ایک کان سے سُن کر دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں۔ جب انکی بے تکلُّف دوستوں کے ساتھ گپ شپ کی منڈلیاں لگتیں اور محفلیں جمتی ہیں۔ تو ان میں بلا وجہ شادیوں اور اخلاق سے گری ہوئی شہوت افزا باتوں کی بھر مار ہوتی ہے، تیری شادی، میری شادی، فُلاں کی شادی وغیرہ ان غیر مقدّس محفِلوں کے عام مَوضُوعات ہوتے ہیں اور پھر اشاروں کِنایوں میں ایسی باتیں کر

کے لُطف اٹھایا جاتا ہے کہ کوئی **باحَیاء** ہو تو شَرم (شَر۔م) سے پانی پانی ہو جائے۔

نَفلی عبادت سے افضل عمل

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ان لوگوں کی کتنی بڑی بدنصیبی و محرومی ہے کہ نفلی عبادَتیں و رِیاضتیں کریں، فرائض کے علاوہ نفلی نَمازیں پڑھیں، نَفلی روزے رکھیں مگر گانوں باجوں، فلموں ڈِراموں، غَیر عورَتوں کو تاکنے جھانکنے اور اَمْرَدوں (یعنی بے رِیش خوبصورت لڑکوں) پر بُری نظر ڈالنے جیسے **بے حیائی** کے کاموں سے باز نہ آئیں۔ **یاد رکھئے!** ہزاروں سال کی نَفلی نَمازوں، نَفلی روزوں، کروڑوں، اَربوں روپیوں کی نفلی خیراتوں، بَہُت سارے نَفلی حج اور عمرے کی سعادتوں کے بجائے صِرف ایک ''گناہِ صَغیرہ'' سے اپنے آپ کو بچا لینا افضل ہے۔ **کیونکہ کروڑوں نفلی کاموں کے ترک پر بھی قِیامت میں عذاب کی کوئی وعید نہیں جبکہ گناہِ صغیرہ سے بچنا واجِب اور اس کے اِرتِکاب پر بروزِ قِیامت مُؤاخذہ اور سزا کا اِستِحقاق** (اِس۔تِح۔قاق) ہے۔

سب سے بُرا

بُری صحبت اور گندے ماحول کے دِلدادہ بعض نادان لوگ مَعاذَ اللّٰہ عزوجل گھر کی پوشیدہ باتیں نیز اَزدواجی خُفیہ مُعامَلات بھی اپنے بے حیا دوستوں کے سامنے بیان کرڈالتے ہیں! ایک حدیث پاک سنئے اور عبرت سے سر دُھنئے۔ حضرتِ سَیِّدُنا ابوسعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، پیکرِ شرم وحیاء، مکی مدنی آقا، میٹھے میٹھے مصطَفٰے، محبوبِ کِبریا عَزَّوَجَلَّ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک بروزِ قیامت مَرتبے کے اعتِبار سے سب سے بُرا شخص وہ ہے جو اپنی بیوی کے پاس آئے اور بیوی اِس کے پاس آئے پھر وہ اپنی بیوی کے راز کو (لوگوں میں) ظاہر کردے۔'' (صحِیح مُسلِم ص ۷۵۳ حدیث ۱۴۳۷)

حیاء کرنے کا حق: حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مَروی ہے کہ حُضُورِ اکرم، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بَنی آدم، رسولِ مُحتَشَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے صَحابۂ کِرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ سے حیاء

کروجیسا حیاء کرنے کا حق ہے۔'' سیّدُ نا عبداللہ ابنِ مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا: '' ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے حیاء کرتے ہیں اور سب خوبیاں اللہ عَزَّوَجَلَّ کیلئے ہیں۔'' ارشاد فرمایا: '' یہ نہیں، بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے کماحقُّہٗ حیاء کرنے کے معنٰی یہ ہیں کہ سر اور سر میں جتنے اَعضاء ہیں انکی اور پیٹ کی اور پیٹ جن جن اَعضاء کو گھیرے ہے اُن کی حفاظت کرے اور موت اور مرنے کے بعد گلنے سڑنے کو یاد کرے۔ اور آخرت کو چاہنے والا دنیا کی زَیب وزِینت چھوڑ دیتا ہے تو جس نے ایسا کیا اُس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے شرمانے کا حق ادا کردیا۔'' (مُسنَدِ اِمام اَحمَد ج۲ ص۳۳ حدیث ۳۶۷۱)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں اپنے جسم کے تمام اَعضاء کو حیا کا عادی بنانا اور گناہوں سے بچانا چاہیے۔ اَعضاء کو گناہوں سے بچانے کے ضِمن میں کچھ **مَدَنی پھول** عرض کرتا ہوں:

سر کی حیاء

سر کو بُرائیوں سے بچانا یہ ہے کہ بُرے خیالات، گندی سوچ اور کسی

مسلمان کے بارے میں بدگُمانی وغیرہ سے اِحتِراز (پرہیز) کیا جائے اور سر کے اَعضاء جیسے ہونٹ، زَبان، کان اور آنکھوں وغیرہ کے ذَرِیعے بھی گناہ نہ کئے جائیں۔

زَبان کی حیاء

زَبان کو بُرائیوں سے بچاتے ہوئے بدزَبانی اور بے حیائی کی باتوں سے ہر وقت پرہیز کرنی چاہیئے، اور یاد رکھئے! اپنے بھائی کو گالی دینا گناہ ہے اور بے حیائی کی باتیں کرنے والے بدنصیب پر جنّت حرام ہے۔ چُنانچِہ

جنّت حرام ہے: حُضُور تاجدارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحِب مُعطّر پسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ''اُس شخص پر جنّت حرام ہے جو فُحش گوئی (یعنی بے حیائی کی بات) سے کام لیتا ہے۔''

(اَلْجامِعُ الصَّغِیر لِلسُّیُوطِیّ ص ۲۲۱ حدیث ۳۶۴۸ دارالکتب العلمیة بیروت)

جہنّمی بھی بیزار: منقول ہے: چار طرح کے جہنّمی کہ جو کھولتے پانی اور آگ کے مابَین (یعنی درمیان) بھاگتے پھرتے وَیل وثُبُور (ھلاکت) مانگتے

ہونگے۔ ان میں سے ایک وہ شخص کہ اس کے مُنہ سے پِیپ اور خون بہتے ہونگے۔ جہنّمی کہیں گے: ''اس بدبخت کو کیا ہوا ہماری تکلیف میں اضافہ کئے دیتا ہے؟'' کہا جائے گا: ''یہ بدبخت خبیث اور بُری بات کی طرف مُتَوَجِّہ ہوکر اس سے لذّت اٹھاتا تھا جیسا کہ جِماع کی باتوں سے۔''

(اِتحافُ السّادَۃ للزّبیدی ج۹ ص۱۸۷ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

سیِّدُ نا شُعیب بن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں: ''جو بے حیائی کی باتوں سے لذّت اُٹھائے بروزِ قِیامت اس کے منہ سے پِیپ اور خون جاری ہونگے۔'' (اَیضاً ص۱۸۸)

کتّے کی شکل میں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! شہوت کی تسکین کی خاطر تیری شادی، میری شادی کہتے ہوئے بےشَرمی کی باتیں کرنے والے ڈِراموں کے شائقین، وی سی آر پر فُحش فلمیں دیکھنے والے، سینما گھروں میں جانے والے، فلمی گانے گُنگُنانے

والے بیان کردہ حدیثِ پاک سے درسِ عبرت حاصل کریں۔ یادرکھئے! حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن مَیْسَرہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ: ''فحش کلامی (یعنی بے حیائی کی باتیں) کرنے والا قِیامت کے دن کُتّے کی شَکل میں آئے گا۔''

(اِتحافُ السّادَۃ للزّبیدی ج۹ ص ۱۹۰)

مُفَسّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں: خیال رہے کہ تمام انسان قبروں سے بشکل انسانی اٹھیں گے پھر محشر میں پہونچ کر بعض کی صورتیں مسخ ہو جائیں گی۔ (مراۃ ج۶ص۶۶۰)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! انسان اکثر اوقات مُعزَّزِین کے سامنے بے حیائی کی باتیں کرتے ہوئے شرماتا ہے، لیکن اَفسوس! صد کروڑ افسوس! اُلٹی سیدھی باتیں کرتے وَقْت یہ اِحساس نہیں رہتا کہ مُعَزَّز تَرین ربُّ العٰلمین جلّ جَلالُہٗ سب کچھ سُن رہا ہے۔ چُنانچِہ

اللہ عزوجل تمام باتیں سنتا ھے

حضرت بِشر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نہایت کم گفتگو کرتے اور اپنے

دوستوں کو فرماتے: تم غور تو کرو کہ اپنے اعمال ناموں میں کیا لکھوا رہے ہو! یہ تمہارے رب عزوجل کے سامنے پڑھا جائے گا، تو جو شخص قبیح (یعنی شرمناک) گفتگو کرتا ہے اُس پر حَیف (یعنی اَفسوس) ہے، اگر اپنے دوست کو کچھ لکھواتے ہوئے کبھی اُس میں بُرے اَلفاظ لکھواؤ تو یہ تمہاری حیا کی کمی کی وجہ سے ہے۔ تو اپنے رب عزوجل کے ساتھ ایسا مُعامَلہ کتنا برا ہوگا (یعنی جب نامہ اعمال میں بے حیائی کی باتیں ہوں) (تَنْبِیْهُ الْمُغْتَرِین ص۲۲۸ دارالبشائر بیروت)

ایمان کے دو شعبے: سرکارِ مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: اَلْحَیَاءُ وَالْعِیُّ شُعْبَتَانِ مِنَ الْاِیْمَانِ وَالْبَذَاءُ وَالْبَیَانُ شُعْبَتَانِ مِنَ النِّفَاقِ. (سُنَنُ التِّرْمِذِی ج۳ ص۴۱۴ حدیث ۲۰۳۴ دارالفکر بیروت) ترجمہ: حیاء اور کم گوئی ایمان کے دو شعبے ہیں اور فُحش بکنا اور زیادہ باتیں کرنا نِفاق کے دوشعبے ہیں۔ مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان اس حدیث پاک کے اس حصے ''زیادہ بولنا'' کی شرح میں فرماتے ہیں: یعنی

ہر بات بے دھڑک منہ سے نکال دینا مُنافِق کی پہچان ہے۔ زیادہ بولنے والا گناہ بھی زیادہ کرتا ہے یعنی اَسی فیصدی گناہ زَبان سے ہوتے ہیں۔

(مراۃ المناجیح ج٦ ص٤٣٥)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! پہلے کی عورَتیں تو اِس قدَر حیاء دار ہوتی تھیں کہ اپنے شوہر کا نام لیتے ہوئے **جِھجَکتی** تھیں اور مُنّے کے ابُّو وغیرہ کہتی تھیں۔ مگر اب تو بِلا تکلُّف ''میرے میاں'' ''میرے شوہر'' ''میرے ہَزبَینڈ'' (Husband) کہتی ہیں۔ اور مرد بھی میرے بچّوں کی امّی وغیرہ کہنے کے بجائے ''میری بیوی'' ''میری وائف'' میری گھر والی کہتے ہیں، اپنے بچّوں کے ماموں کا تعارُف کروانے کا کافی شوق دیکھا گیا ہے۔ اگرچِہ وہ کزن ہو تب بھی بِلا ضَرورت صرف ''سالا'' کہہ کر تعارُف کروائیں گے۔ غالباً حَظِ نفس کیلئے ایسا کیا جاتا ہوگا۔ کوشش فرمایئے کہ مُہذَّب اَلفاظ زَبان پر آئیں، ہاں، ضَرورتاً بیوی یا شوہر وغیرہ کا رِشتہ بتانے میں حَرَج بھی نہیں۔

آنکھوں کی حیاء

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سر کے اَعضاء میں آنکھیں بھی شامل ہیں، انکو بھی بد نِگاہی اور جن چیزوں کی طرف نظر کرنا شرعًا ناجائز ہے، ان سے بچانا اَشَدّ ضَروری وتقاضائے حیاء ہے۔ حضرتِ سَیِّدُنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میں مروں پھر زندہ ہوں، پھر مروں پھر زندہ ہوں، پھر مروں پھر زندہ ہوں تب بھی میرے نزدیک یہ اس سے بہتر ہے کہ میں کسی کے سِتْر (یعنی شرمگاہ) کو دیکھوں یا کوئی میرے سِتْر کو دیکھے۔'' (تَنْبِیہُ الْغَافِلِیْن ص۲۵۸ دارالکتاب العربی بیروت)

فاسق کون؟ کسی دانا سے پوچھا گیا کہ فاسق کون ہے؟ فرمایا: ''فاسق وہ ہے جو اپنی نظر لوگوں کے دروازوں اور انکے سِتروں (پردے کی جگہوں) سے نہ بچائے۔'' (ایضاً)

مَلعون ھے

حضرتِ سَیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی سے روایت ہے کہ: رسولِ

اکرم، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم، نبیِّ مُحتَشَم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ارشادِ عبرت بنیاد ہے: اللہ تبارَک وَ تعالیٰ کی لعنت ہو دیکھنے والے پر اور اس پر جس کی طرف دیکھا جائے۔ (شُعَبُ الْاِیمان لِلْبَیْہَقِیّ ج٦ ص١٦٢ حدیث٧٧٨٨ دارالکتب العلمیة بیروت) مُفَسّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: مطلب یہ ہے کہ جو مرد اجنبی عورت کو قصداً بلا ضرورت دیکھے اس پر بھی لعنت ہے اور جو عورت قصداً بلا ضرورت اجنبی مرد کو اپنا آپ دکھائے اس پر بھی لعنت غرضیکہ اس میں تین قیدیں لگانی پڑیں گی اجنبی عورت کو دیکھنا، بِلا ضَرورت دیکھنا، قصداً دیکھنا۔ (مراۃ ج٥ ص٢٤) سرکارِ مدینۂ منوّرہ، سردارِ مکّۂ مکرّمہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ارشادِ عبرت بنیاد ہے: اپنی ران مت کھولو اور کسی کی ران نہ دیکھو خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ۔

(سُنَنُ اَبی دَاوٗد ج٣ ص٢٦٣ حدیث ٣١٤٠)

نیکر پہن کر کھیلنے والے، جہاں گُھٹنے اور رانیں کھلی رکھ کر ورزش کی جاتی

ہے ایسے باڈی بِلڈنگ کلب میں جانے والے، رانیں کھول کر کُشتی اور کَبڈّی وغیرہ کھیل کھیلنے والے، سُوئِمنگ پُول اور ساحلِ سَمُندر پر (نیکر، چڈّی، نیم عُریاں لباس پہن کر) نہانے والے اوران کی بے سِتری کو دیکھنے والے اس روایت سے خوب عبرت حاصل کریں اور فوراً توبہ کر کے ان بے پردگیوں اور بدنگاہیوں سے باز آجائیں، سُوئمنگ پُول، ساحلِ سَمُندر اور نَہر پر نہانے میں پاجامے پر موٹے کپڑے کا تہبند یا کوئی سارنگین موٹا کپڑا ناف سے لیکر گھٹنوں سمیت بدن پر لپٹا ہوا ہو تو بے سِتری سے بچت ہو سکتی ہے۔

پردے کا اہتمام

حضرتِ سیِّدُنا یعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے حبیب عَزَّوَجَلَّ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ایک شخص کو میدان میں بے پردہ نہاتے دیکھا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ حیاء اور پردے کو پسند فرماتا ہے تو جب تم میں

سے کوئی غسل کرے تو اسے پردہ لازم ہے۔'' (سُنَنُ اَبِی دَاوٗد ج٤ ص٥٦ حدیث ٤٠١٢)

حَمّامِ عام: حضرت سیِّدُ ناحسن بصری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: ''حمّام میں داخِل ہونا دُرُست نہیں مگر دو چادروں کے ساتھ ایک چادر سِتْر چُھپانے کے لئے اور ایک چادر آنکھوں کیلئے یعنی اپنی آنکھ کو لوگوں کے سِتْروں سے بچائے۔''

(تَنبِیہُ الغافِلِین ص٢٥٨)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اُس دور میں بڑے بڑے حَمّام ہُوا کرتے تھے جن میں اُجرت دیکر ایک ہی وقت میں بلا امتیازِ مذہب کئی لوگ اکٹھے نہایا کرتے تھے، اِسی وجہ سے غالباً یہ کہاوت مشہور ہوئی، ''ایک حمّام میں سب ننگے'' اسی لئے حضرت سیِّدُ ناحسن بصری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مسلمانوں کو تاکید فرمائی کہ جب حَمّام میں جائیں تو نہ کسی کا سِتْر دیکھیں نہ اپنا سِتْر (پردے کی جگہ) دکھائیں۔

بد نگاھی سے حافِظہ کمزور ھوتا ھے

حضرتِ علّامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ''اَلْکَشْفُ وَ الْبَیَانُ

فِیمَا یَتَعَلَّقُ بِالنِّسیَانِ'' کے صَفْحَہ 27 تا 32 پر حافِظہ کمزور کرنے والے جو اسباب تحریر فرمائے ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ اپنا اور غَیر کا سِتْر دیکھنے سے تنگدستی آتی اور حافِظہ کمزور ہوتا ہے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب اپنی شرم گاہ کو دیکھنے سے بھی حافظہ کی کمزوری اور تنگدستی کا وبال آتا ہے تو پھر بدنگاہی کرنے اور فلمیں دیکھنے کے دنیوی واُخروی نقصانات کا تو پوچھنا ہی کیا!

قَضائے حاجت کے وَقت کی ایک سنّت

حضرتِ سیِّدُنا اَنَس بن مالِک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مَروی ہے: ''نبیِّ اکرم، نورِ مُجسّم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم جب قَضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو اُس وقت تک مُبارک کپڑا اوپر نہ اٹھاتے جب تک کہ زَمین سے قریب نہ ہوجاتے۔'' (سُنَنُ التِّرمِذِیّ ج۱ ص۹۲ حدیث ۱۴) **اَلغَرَض** ہر کام میں حَیاء کا اہتمام کرنا ہے۔

زانی آنکھ: حضرتِ سیِّدُ نا ابوہُریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی مکّی مَدَنی صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ: ''آنکھوں کا زنا بدنگاہی ہے۔'' (صحیحُ البُخارِی ج٤ ص١٦٩ حدیث ٦٢٤٣)

آنکھوں میں آگ بھر دی جائے گی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! خدا کی قسم! بدنگاہی کا عذاب برداشت نہیں ہو سکے گا، منقول ہے: ''جو شخص اپنی آنکھ کو حرام سے پُر کرتا ہے **اللہ** تعالٰی بروزِ قیامت اسکی آنکھ میں جہنّم کی آگ بھر دے گا۔'' (مُکاشَفَةُ القُلُوب ص١٠ دارالکتب العلمیة بیروت)

آگ کی سلائی

عورت کے مَحاسن (یعنی خوبیاں مَثَلاً اُبھار وغیرہ) کو دیکھنا ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے۔ جس نے نامحرم سے آنکھ کی حِفاظت نہ کی بروزِ قیامت اُس کی آنکھ میں جہنّم کی سَلائی پھیری جائے گی۔

(بَحرُ الدُّمُوع ص ١٧١ دارالفجر دمشق)

جہنَّم کا سامان

افسوس! صد کروڑ افسوس! ایک طرف گلیوں، بازاروں اور تقریبوں میں مردوں اور عورتوں کا اِختِلاط، بدنِگاہیاں اور بے تکلُّفیاں ہیں تو دوسری طرف گھر گھر میں ایک طرح سے سینما گھر کُھل گیا ہے مسلمانوں کی اکثریت ٹی وی وغیرہ کے ذَرِیعے بدنگاہی میں مُبتَلاء ہے۔ یاد رکھئے! ٹی وی پر صرف خبریں دیکھنے والے کا بھی بدنِگاہی سے بچنا سخت دشوار ہے کیونکہ اکثر عورت ہی خبریں سناتی ہے! پھر طرح طرح کی عورتوں کی تصاویر بھی دکھائی جاتی ہوں گی۔ اے کاش! ہم سب کو **آنکھوں کا قفلِ مدینہ** نصیب ہو جاتا! کاش! کاش! ہم سب حیا سے نگاہیں جُھکانے والے بن جاتے!

پارہ اٹھارہ سورۂ نور آیت نمبر 30 اور 31 میں ارشادِ الٰہی ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ یَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ (۳۰) وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ یَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا

میرے آقائے نِعمت، اعلیٰحضرت، امامِ اہلسنّت، عظیمُ البَرَکت، عظیمُ الْمَرتَبت، پروانۂ شَمعِ رسالت، مُجَدِّدِ دین و ملّت، پیرِ طریقت، عالِمِ شَرِیْعَت، حامِیٔ سُنّت، ماحِیٔ بدعت، باعِثِ خیر و بَرَکت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رَحمۃُ الرحمٰن اپنے شُہرۂ آفاق تَرجَمۂ قرآن کنزُالایمان میں اِس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

مسلمان مردوں کو حُکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کیلئے بَہُت سُتھرا ہے، بے شک اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کو اُن کے کاموں کی خبر ہے۔ اور مسلمان عورتوں کو حُکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے۔

گندی ذہنیت کے اسباب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! میرے مَدَنی آقا، میٹھے میٹھے مصطَفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم شرم وحیا کے باعث اکثر نیچی نگاہیں رکھا کرتے تھے۔ اور آہ! ہم

میں سے تقریباً ہر کوئی بے دھڑک نگاہیں اٹھائے چاروں طرف دیکھتا ہے اور اس بات کی کچھ پرواہ نہیں کرتا کہ نگاہ نامَحرَم عورت پر پڑ رہی ہے یا اَمرَد پر۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ہمارے مُعاشَرے کا اکثر حصّہ **حیاء** سے محروم ہے! تقریباً ہر گھر میں ٹی۔وی پر فلموں ڈراموں کے باعث بے پردَگی اور بے حیائی کا ماحول ہے۔ دُنیوی رسائل، ڈائجسٹ اور ناولیں پڑھ پڑھ کر، اخبارات میں دنیا بھر کی گندی گندی خبریں اور مُخَرِّبِ اخلاق مضامین کا مطالعہ کر کر کے اور سڑکوں پر جابجا لگے ہوئے سائن بورڈز اور اخبارات کی بے حیائی سے بھرپور تصاویر دیکھ دیکھ کر ذہنیت خراب سے خراب تر ہوتی جارہی ہے شاید انہیں وُجوہات کی بناء پر اب ماموں زاد، خالہ زاد، چچا زاد، پھوپھی زاد، چچی، تائی مُمانی نیز پڑوسنوں سے پردے کا ذہن نہیں رہا۔ گھروں میں دیور بھابھی کا معاملہ بھی بالکل بے تکلّفانہ ہے، دیور بھابھی کے پردہ کا اب تصوُّر رہی کہاں ہے؟ حالانکہ حدیث شریف میں اس کے بارے میں بہت سخت حُکم ہے۔ چُنانچِہ

فرمانِ مصطَفٰے: (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) مجھ پر دُرُود پاک کی کثرت کرو بے شک یہ تمہارے لئے طہارت ہے۔

دیور موت ہے: حضرت سیِّدُ نا عُقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ **اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیُوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عَزَّوَجَلَّ و صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: ''عورَتوں کے پاس آنے سے بچو۔'' تو ایک انصاری نے عرض کیا'' دیور کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟'' فرمایا: ''دَیور موت ہے۔'' (سُنَنُ التِرمِذی ج۲ ص۳۹۱ حدیث ۱۱۷۴)

نا مَحرمات سے کترائیے

معلوم ہوا دیور و جیٹھ اور بھابھی میں پردے کا عام لوگوں کے مقابلے میں زیادہ سخت حکم ہے، اگر آپس میں ہنسنے بولنے اور بے پردَگی کا سلسلہ رکھنے سے جہاں بدنگاہی وغیرہ کا گناہ ہوتا رہے گا وہاں ''بڑے گناہ'' کا خطرہ بھی بڑھتا چلا جائیگا۔ بلکہ کبھی کبھی ہو بھی جاتا ہے! آہ! اگر دیور بے چارہ مدنی ماحول والا ہو اور بھابھی سے کترائے، شرمائے تو اس کا مذاق اُڑاتے ہیں، دیور کو چاہئے کہ لاکھ مذاق اُڑے مگر پرواہ نہ کرے، پردہ کی ترکیب جاری رکھے ورنہ آخرت کی

ندامت بہُت بھاری پڑ جائے گی۔ خود کو اس طرح ڈرائیے کہ اگر میں نے بھابھی کے ساتھ بدنگاہی کی اور مَعاذَ اللّٰہ بروزِ قِیامت آنکھ میں آگ بھر دی گئی تو میرا کیا بنے گا! البتّہ آپ کی گھر میں سُنی نہیں جاتی تو گھر چھوڑ کر بھاگنے کی بھی ضَرورت نہیں، لڑ جھگڑ کر گھر میں ٹینشن بھی مت کھڑا کیجئے، آپ خود آنکھوں پر **قُفلِ مدینہ** لگا لیجئے، اپنی نگاہوں کی حِفاظت کیجئے۔ گھر میں بھابھی ہے یا چچازاد بہنیں وغیرہ یا چچی، تائی یا مُمانی اور جن جن سے شَرِیعت نے پردے کا حکم دیا ہے ایسی نامحرم عورتیں آتی ہیں تو آپ ان کے سامنے مت جائیے، کبھی آمنا سامنا ہو جائے تو نِگاہیں نہ اُٹھائیے، ان کے جسم کو تو کیا ان کے کپڑوں کو بھی نہ دیکھئے، اگر کبھی بات کرنے کی نوبت آ جائے تو اِس طرح آنکھیں نیچی رکھئے کہ ان کے وُجود پر نظر ہی نہ پڑے۔ بے شک آپ کا مذاق اُڑتا رہے، دنیا میں اگر آپ اس طرح مظلومیّت کی زندگی گزاریں گے تو آخِرت میں اِن شاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سُرخروئی پائیں گے۔ جب اس طرح کی رشتہ دار عورتوں کی طرف دیکھنے کو جی چاہے تو

اپنے آپ کو اُس عذاب سے ڈرائیں جیسا کہ صاحِبِ ہدایہ شریف نے نقل کیا ہے: **''جو شخص کسی اَجنَبِیّہ کے مَحاسِن** (یعنی نامَحرم عورت کی خوبیاں مَثَلاً حُسن و جمال، اُبھار وغیرہ) **کو شہوت سے دیکھے گا اُس کی آنکھوں میں سِیسہ پگھلا کر ڈالا جائیگا۔''** (الھِدَایة، الجزء الرابع ص٣٦٨ دار احیاء التراث العربی بیروت)

کانوں کی حیاء

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کانوں کے مُعاملے میں بھی حَیاء اختیار فرمائیے، مُوسیقی، گانے باجے، غیبت، چُغلی، فُحش و بے ہودہ گفتگو اور کسی کے عیب ہرگز ہرگز نہ سنیے۔

ناجائز سننے کے مختِلف عذاب

منقول ہے: ''ان آوازوں پر (جن کا سننا حرام ہے) جو کان لگائے گا، قِیامت کے دن اسکے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ بھرا جائے گا۔'' (مُقَدمہ کَفُّ الرِّعاع) ایک حدیثِ پاک میں ہے: ''جو چوری چھپے لوگوں کی باتیں سنتا ہے

حالانکہ وہ اسے (یعنی اُس کے سننے کو) ناپسند کرتے ہیں تو بروزِ قیامت اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ اُنڈیلا جائیگا۔'' (صحیحُ البُخارِی ج٤ ص٤٢٢ حدیث ٧٠٤٢) ''طَبَرانِی'' میں ایک طویل حدیث میں یہ بھی ہے: ''پھر میں نے کچھ ایسے لوگ دیکھے جن کی آنکھیں اور کان کیلوں سے ٹھکے ہوئے تھے دریافت کرنے پر بتایا گیا: یہ وہ لوگ ہیں جو وہ دیکھتے ہیں جو انہیں نہیں دیکھنا چاہیے اور وہ سنتے ہیں جو انہیں نہیں سننا چاہیے۔ (یعنی ناجائز دیکھتے اور سنتے ہیں)

(اَلْمُعْجَمُ الْکَبِیرلِلطَّبَرَانِی ج٨ ص١٥٥ حدیث ٧٦٦٦ داراحیاء التراث العربی بیروت)

لباسِ حیاء: میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں تقویٰ اختیار کرتے ہوئے باطِنی طور پر بھی خود کو پاک رکھنا ہے اور سِتر پوش لباس پہن کر ظاہری طور پر بھی بے حیائی سے باز رہنا ہے۔ **اللہ** تعالیٰ پارہ 8 سورۃُ الْاَعراف آیت 26 میں ارشاد فرماتا ہے:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ؕ

وَلِبَاسُ التَّقْوٰىۙ ذٰلِكَ خَيْرٌؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۲۶﴾ (پ۸ الاعراف ۲٦)

میرے آقائے نِعمت، اعلیٰحضرت، امامِ اھلسنّت، عظیمُ البَرَکت عظیمُ الْمَرتَبت، پروانۂ شمعِ رسالت، مُجَدِّدِ دین و ملّت، پیرِ طریقت، عالِمِ شَرِیْعَت، حامِیٔ سُنّت، ماحِیٔ بدعت، باعِثِ خیر و بَرَکت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رَحمۃُ الرّحمٰن اپنے شُہرَۂ آفاق تَرجَمۂ قرآن کنزُالایمان میں اِس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

اے آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی اولاد! بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک لباس وہ اُتارا کہ تماری شَرم کی چیزیں چھُپائے اور ایک وہ کہ تمہاری آرائش ہو، اور پرہیزگاری کا لباس وہ سب سے بھلا، یہ اللہ (عزوجل) کی نشانیوں میں سے ہے کہ کہیں وہ نصیحت مانیں۔ (لباس تقویٰ سے مراد ایمان، حیاء، نیک عادتیں اور نیک اعمال ہیں)

افسوس کہ اب لباسِ تقویٰ کا باطنی لباس بھی پارہ پارہ ہوا اور ظاہری

لباس بھی سنّت کے مطابِق نہ رہا۔ دل و نگاہ کی قَبائے شرم و حیاء بھی تار تار ہوئی تو لباسِ ستر بھی بے حیائی کے رَخنوں سے محفوظ نہ رَہ سکا۔ سِتر پوش، مہذَّب اور خوش وَضع لباس کی جگہ اُلٹی سیدھی تراش خراش کے بے ڈھنگے (کارٹونک) ملبوسات نے لے لی۔ پہننے میں سردی گرمی کی کوئی خاص مناسبت، نہ سنّت و حیاداری کا لحاظ۔ بس لباسِ تنگ میں بمشکِل بند ہیں۔

پردے میں پردہ کے مختلف طریقے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں چاہیئے کہ مُہَذَّب انداز پر بیٹھیں۔ بعض لوگ اوّل تو کپڑے چُست پہنتے ہیں پھر دونوں گُھٹنے کھڑے کر کے انہیں دائیں بائیں پھیلا دیتے ہیں اس طرح مَعاذَ اللہ بہُت گندا منظر ہوتا ہے، ایسے حیاسوز موقع پر موجود باحَیا لوگ آزمائش میں پڑ جاتے ہیں۔ مدنی مشورہ ہے اور یہ مَدَنی انعامات میں سے ایک مَدَنی انعام بھی کہ جب بھی سوئیں یا بیٹھیں تو ''پردے میں پردہ'' کرلیا کریں۔ چُنانچِہ جو سنتوں بھرا لباس پہنتے ہیں ان کی

خدمت میں بھی عرض ہے کہ بیٹھنے سے قبل کھڑے کھڑے چادر کے دونوں سِرے پکڑ کر ناف سے لیکر قدموں تک پھیلا دیں اب بیٹھ جائیں اور چادر کا کچھ حصّہ قدموں تلے دبالیں۔ جب اُٹھنا چاہیں تو اِسی طرح دونوں ہاتھوں سے چادر تھامے ہوئے کھڑے ہوں۔ اگر چادر نہ ہو تو اُٹھتے بیٹھتے وقت کُرتے کا دامن اچھی طرح پھیلا لیا کریں۔ ورنہ اُٹھنے بیٹھنے کے دَوران اکثر سخت گندا منظر ہوتا ہے۔ ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ کھڑے کھڑے کرتے کا دامن دُرُست کر کے دونوں ہاتھ گُھٹنوں پر رکھ کر ابتِداءً دوزانو بیٹھئے اور اٹھتے وقت بھی دوزانو ہو کر نَماز کے انداز پر اٹھئے، اِن شاءَ اللّٰہ عزوجل اُٹھتے بیٹھتے وقت بے پردَگی نہیں ہوگی۔ اوپر اَوڑھی ہوئی چادر اگر سوتے میں اتر جاتی ہو یا جو الٹ پلَٹ ہوتے رہتے ہوں ان کی خدمت میں مَدَنی مشورہ ہے کہ پاجامہ کے اوپر تہبند پہن لیں یا کوئی چادر لپیٹ لیں اور اُوپر سے بھی ایک چادر اَوڑھ لیا کریں۔ بہتر یہ ہے کہ تہبند کی ایک طرف بیچ میں اس طرح سلائی کرلیں کہ دونوں کونوں میں صرف

پاؤں داخِل کرنے کے شگاف باقی رہ جائیں۔ سوتے وقت اس تہبند کو پہن لیجئے اِن شاءَ اللّٰہ عزوجل اطمینان بخش ''پردے میں پردہ'' ہو جائیگا۔

تنہائی میں حیاء: سرکارِ نامدار صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت سراپا عظمت میں عرض کیا گیا کہ ہم اپنی شرم گاہوں کی کہاں تک حفاظت کریں؟ ارشاد فرمایا: ''زوجہ اور کنیز کے سوا کسی پر ظاہر نہ ہونے دو۔'' عرض کیا گیا، ''اگر تنہائی میں ہوں تو؟'' ارشاد فرمایا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا زیادہ حق ہے کہ اُس سے حیا کی جائے۔''

(سُنَنُ اَبِی دَاوٗد ج٤ ص٥٧ حدیث ٤٠١٧)

حدیثِ پاک میں کنیز کا بھی تذکرہ ہے یہ اُس دَور کے اعتبار سے ہے، اس دور میں غلام و کنیز نایاب ہیں۔

کلمۂ کُفر: فُقَہائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السّلام فرماتے ہیں: ''کسی سے کہا گیا ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے حیا کر'' اُس نے کہا: ''میں نہیں کرتا۔'' ایسا کہنا کُفر ہے۔

(فتاویٰ تاتارخانیہ ج٥ ص٤٧٠ باب المدینہ کراچی)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اکیلے میں بھی بِلا ضَرورت ننگے ہونے یا سِتْر کُھلا رکھنے وغیرہ سے بچیں۔ جو لوگ گھر میں ایسے پاجامے پر جس سے پردے کے اَعضاء کا اُبھار نہیں چھپتا صِرف بنیان پہنتے ہیں ان کو شرم آنی چاہئے کہ چلتے پھرتے وقت اکثر گندا منظر ہوتا ہے، ان کو چاہئے کہ بنیان پر کُرتا بھی پہنے رہیں یا بنیان کے دونوں پہلوؤں میں حسبِ ضَرورت قمیص کی طرح چاک بنا کر آگے اور پیچھے مُناسِب مقدار میں کپڑے کا ایک ایک ٹکڑا سِلائی کروالیں اس طرح بنیان میں قمیص کا انداز آجائے گا اور اب بنیان پہن کر چلنے پھرنے میں بھی اِن شاءَ اللہ ''پردے میں پردہ'' ہو جائیگا۔ ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ دیکھ رہا ہے۔ اس سچّے عقیدے کے باوُجُود بے حیائی کی حَرَکت پر حیرت بالائے حیرت ہے۔

جو چاہو کرو

مکّی مَدَنی مصطَفٰے، پیکرِ شرم وحیا صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمانِ باصفا ہے:

''جب تجھے حیاء نہیں تو تُو جو چاہے کر۔'' (الاحسان بترتیب صحیح ابنِ حبّان ج۲ ص ۳ حدیث ٦٠٦ دارالکتب العلمیة بیروت) یہ فرمان تَہدید وتَخویف کے طور پر (یعنی ڈراتے ہوئے اور خوف دلاتے ہوئے) ہے کہ جو چاہے کرو جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔ بُرا (بے حیائی والا کام) کرو گے تو اس کی سزا پاؤ گے۔

کسی بُزُرگ (بُ۔ زُرْ۔ گ) نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی (جس کا خُلاصہ یہ ہے کہ) ''جب گناہ کرتے ہوئے تجھے آسمان و زمین میں سے کسی سے (شرم وحیاء) نہ آئے تو اپنے آپ کو چَوپایوں میں شمار کر۔''

حضرتِ سَیِّدُنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا فرمان ہے: ''حیاء کی غایت (یعنی انتہا) یہ ہے کہ اپنے آپ سے بھی حیاء کرے۔''

باحیاء باادب ھے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حیاء اور ادب کا آپس میں گہرا تعلُّق ہے، باحیا ہمیشہ باادب بھی ہوتا ہے، ایک زمانہ تھا کہ ہر مسلمان ایک دوسرے کی عزّت

وحُرمت کا پاسدار، حسنِ اَخلاق کا آئینہ دار، باادب وحیاء دار اور سنّتِ سرکار صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم کی چلتی پھرتی یادگار ہوا کرتا۔ فرزند و دُختر اپنے مادَر و پدر سے اور شاگرد و مرید اپنے استاد و پیر سے آنکھ ملانا تو کُجا، پَیش رُو ہونے سے لجاتے، دمِ گفتگو آنکھیں جُھکاتے، آواز دباتے اور جو حکم ہوتا بجالاتے۔ عدمِ موجودگی میں بھی ادب ملحوظ خاطر رہتا اور بڑوں کو نام سے نہیں القاب سے یاد کرتے۔ الغرض (اَلْ۔غَ۔رَض) ہر آن و ہر گام مرتبہ ومقام کا لحاظ و پاس اور بڑے چھوٹے کی تمیز برقرار رکھتے۔ مگر افسوس کہ اب ہم میں سے تقریباً ہر مَرد و زَن، دختر و فرزندان مدنی اُصولوں سے نابلد، اَخلاق و آداب سے نا آشنا، قوانینِ شَرِیعَت سے ناواقِف، بے زِمام ولگام، خانگی اور مُعاشَرَتی نِظام کی تباہی و بربادی میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر بے حیائی اور بداَخلاقی کا مظاہَرہ کر رہا ہے۔

بیٹا باپ سے آنکھوں میں آنکھیں نہیں گریبان میں ہاتھ ڈال کر بات کر رہا ہے۔ بیٹی ماں کا ہاتھ اگرچہ نہیں بٹاتی مگر ماں پر ہاتھ ضَرور اٹھاتی ہے۔ چھوٹے

ہیں کہ خَلیق نہیں، بڑے ہیں کہ شفیق نہیں اور دوست ہیں کہ واقِعتاً رفیق نہیں، بیٹا رحیم نہیں تو باپ حلیم نہیں، بیٹی تُرش رُو تو ماں تَلْخ گو ہے۔ شاگرد حیادار نہیں تو استاد نیک کردار نہیں۔ علمِ دین سے محرومی اور مَدَنی ماحول سے دوری کی بِنا پر والِدَین اولاد کی اسلامی تربیّت کررہے ہیں نہ بچّے ماں باپ کی خدمت کررہے ہیں۔ اَلْغَرَض ہماری بے ادَبیاں اور بَدلحاظِیاں ہیں کہ جنہوں نے ہماری گھریلو اور معاشَرَتی زندگی کو تہ و بالا کر کے تَلْخ و تُرش کر کے رکھ دیا ہے۔ جبکہ ہمارے اَسلاف سنّتوں بھری زندگی گزارنے کے باعث خوش خیال وخوش حال تھے۔ آیئے مُلاحظہ فرمایئے کہ ہمارے اسلاف کے حیاء وادب کا کیا عالَم ہوا کرتا تھا۔

حیاء سے سر اُٹھانے کی ہمّت نہ ہوئی

ایک بُزُرگ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا بایزید بسطامی قُدِّسَ سرُّہُ السّامی سے فرمایا: بایزید! طاق سے فُلاں کتاب لے آیئے۔ عرض کی: حُضُور! وہ طاق کہاں ہے؟ بُزُرگ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے مُتَعَجِّب ہو کر فرمایا: ایک

عرصہ سے یہاں آجارہے ہیں مگر آپ نے طاق نہیں دیکھا! حضرتِ سیِّدُنا بایزید بسطامی قُدِّسَ سرُّہُ السّامی نے بڑے ادب سے عرض کی: عالی جاہ! مجھے آپ کے حُضُور کبھی سر اٹھانے کی ہمت ہی نہیں ہوئی لہٰذا میں نے وہ طاق نہیں دیکھا۔ (تذکِرۃُ الاولیاء ج۱ ص۱۳۰ تھران) **اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری مغفِرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

بُزُرگوں کی بارگاہ میں حاضِری کا انداز

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جس میں جتنی زِیادہ حیا ہوتی ہے اُس میں ادب بھی اُتنا ہی زیادہ ہوتا ہے۔ حضرتِ سیِّدُنا بایزید بسطامی قُدِّسَ سرُّہُ السّامی جو کہ اپنے وَقت کے بَہُت بڑے ولیُّ اللہ تھے۔ اِکتِسابِ (اِک۔تِ۔ساب) فیض کے لئے ایک بُزُرگ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی خدمت میں ایک عرصے تک حاضِری

دیتے رہے مگر جب بھی حاضر ہوئے نگاہیں نیچی کئے سر جُھکائے بیٹھے رہتے تھے، اِسی وجہ سے انہیں یہ بھی معلوم نہ تھا کہ کمرے میں طاق کہاں ہے! اور ہم لوگ اگر کسی بُزُرگ کے آستانے پر جائیں تو چاروں طرف نظریں گُھما کر وہاں کے ایک ایک کونے کا جب تک مُعایَنہ نہ کرلیں چین نہ پائیں۔ اِس حکایت سے ہمیں بھی بزرگوں کی خدمت میں باادب حاضِری کا انداز معلوم ہوگیا۔

ع باادب بانصیب، بے ادب بے نصیب

آنکھیں پھوٹی ہوئی ہوتیں تو بہتر تھا

ہمارے اسلاف کسی کے گھر میں اِدھر اُدھر دیکھنے کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ چُنانچِہ ابنِ اَبی ہُذَیل کا بیان ہے کہ حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ ابنِ عُمر رضی اللہ تعالٰی عنہما اپنے ایک مُصاحِب کے ساتھ کسی شخص کے گھر تشریف لے گئے۔ جب اس کے گھر میں داخل ہوئے تو ان کا مُصاحِب (یعنی رفیق) اِدھر اُدھر دیکھنے لگا

تو حضرتِ سیِّدُنا ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: ''اگر تیری دونوں آنکھیں پھوٹی ہوئی ہوتیں تو تیرے لئے بہتر تھا۔''

(اَلْاَدَبُ الْمُفْرَد ص۳۷۸ حدیث ۱۳۰۵ دارالکتب العلمیة بیروت)

وہ کونسا دَرَخت ہے؟ : ایک موقع پر اللہ کے رسول، رسولِ مقبول، بی بی آمنہ کے مہکتے پھول عَزَّوَجَلَّ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا: ''مومِن کی مِثال اس دَرَخت کی سی ہے جس کے پتّے نہیں گِرتے، بتاؤ وہ کونسا دَرَخت ہے؟ حاضِرین مُختلف درختوں کے نام عرض کرنے لگے۔ حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بہت ذِہین تھے، فرماتے ہیں کہ میرے ذِہن میں آ گیا کہ کھجور کا درخت ہے لیکن (ادَباً) میں نے بتانے سے حَیاء محسوس کی۔ پھر حاضِرین نے عرض کی: یارسولَ اللہ! عَزَّوَجَلَّ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم آپ ہی ارشاد فرما دیجئے تو حضور پُرنور، شاہِ غیور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا کہ وہ کھجور کا دَرَخت ہے۔ (صَحِیح مُسلِم ص ۱۵۱۰ حدیث ۲۸۱۱) یہ ہے حیا وادب

کی اعلیٰ ترین مثال ! جب بھی کسی بُزُرگ کی خدمت میں حاضِری ہو تو ذِہن یِہی ہونا چاہیے کہ اپنی سنانے چلے جانے کے بجائے ان کے ارشادات سنیں گے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! باحیاء، مسلمان بننے کیلئے ہر ماہ کم از کم تین دن کیلئے **مَدَنی قافِلوں** میں سفر کو اپنا معمول بنالیجئے اور اِس پر اِستِقامت پانے کیلئے **فکرِ مدینہ** کرتے ہوئے روزانہ **مَدَنی انعامات** کا رِسالہ پُر کر کے ہر مدنی ماہ کی **10** تاریخ تک اپنے ذمّہ دار کو جمع کروا دیجئے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالیٰ علیٰ محمَّد

یہ رِسالہ پڑھ کر دوسرے کو دے دیجئے

شادی غمی کی تقریبات، اجتماعات، اعراس اور جلوسِ میلاد وغیرہ میں **مکتبۃ المدینہ** کے شائع کردہ رسائل اور مَدَنی پھولوں پر مشتمل پمفلٹ تقسیم کر کے ثواب کمایئے، گاہکوں کو بہ نیّتِ ثواب تحفے میں دینے کیلئے اپنی دُکانوں پر بھی رسائل رکھنے کا معمول بنایئے، اخبار فروشوں یا بچّوں کے ذَرِیعے اپنے مَحَلّے کے گھر گھر میں ماہانہ کم از کم ایک عدد سنّتوں بھرا رسالہ یا مَدَنی پھولوں کا پمفلٹ پہنچا کر نیکی کی دعوت کی دھومیں مچایئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

شادی کی دعوت میں ثواب کمانے کا مَدَنی نُسخہ

شادی میں جہاں بے حساب سارا مال خرچ کیا جاتا ہے وہاں دعوتِ طعام کے اندر خواتین و حضرات میں ایک ایک "**مَدَنی بستہ**"(STALL) لگوا کر حسبِ توفیق مدنی رسائل و پمفلٹ اور سنّتوں بھرے بیانات کی کیسٹیں وغیرہ مُفت تقسیم کرنے کی ترکیب فرمایئے اور ڈھیروں نیکیاں کمایئے۔ آپ صرف **مکتبۃ المدینہ** کو آرڈر دے دیجئے۔ باقی کام اِن شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں خود ہی سنبھال لیں گے۔ **جزاکَ اللہ خیراً**۔

نوٹ: سوئم، چہلم و گیارھویں شریف کی نیاز کی دعوت وغیرہ مواقع پر بھی **ایصالِ ثواب** کے لئے اسی طرح مختصر رسائل کے مدنی بستے لگوایئے۔ **ایصالِ ثواب** کے لئے اپنے مرحوم عزیزوں کے نام ڈلوا کر **فیضانِ سنّت** ، **نماز کے احکام** اور دیگر چھوٹی بڑی کتابیں، رسالے اور پمفلٹ وغیرہ تقسیم کرنے کے خواہشمند اسلامی بھائی **مکتبۃ المدینہ** سے رجوع فرمائیں۔

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

کراچی: شہید مسجد کھارادر۔ فون: 2203311-2314045
حیدرآباد: فیضانِ مدینہ آفندی ٹاؤن۔ فون: 2620122
لاہور: داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ۔ فون: 7311679
ملتان: نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ۔ فون: 4511192
سردارآباد (فیصل آباد): امین پور بازار۔ فون: 2632625
راولپنڈی: اصغر مال روڈ، ... چوک۔ فون: 5553765
کشمیر: چوک شہیداں، میرپور۔ 058-61037212
پشاور: فیضانِ مدینہ، گلبرگ نمبر 1، النور اسٹریٹ، صدر۔

مکتبۃ المدینہ: فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران پرانی سبزی منڈی باب المدینہ (کراچی)
فون: 4921389-93/4126999 فیکس: 4125858
Email:maktaba@dawateislami.net \ www.dawateislami.net